مولانا ارشاد الحق اداره علوم اثریہ

قسط نمبر ۱۹

احسن الکلام پر ایک نظر

انیسویں حدیث:

مولانا صفدر صاحب نے یہ روایت "معرفت علوم الحدیث" للحاکم سے نقل کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ امام ذہبی ایک سند کو جس میں، "انا ابو یوسف القاضی انا ابو حنیفۃ الخ" آتا ہے، لکھتے ہیں "ھذا اسنا دمتصل عالی" یہ سند متصل اور بلند پایہ ہے" (احسن الکلام ص۲۸۹)

صحت و استناد کا یہ دعویٰ اور اس ضمن میں ان کی "لن ترانیوں" کا ذکر تو ہم پھر کریں گے، اس سے پہلے یہ دیکھئے کہ وہ "ھذا اسناد عالی" کہہ کر کیا تاثر دینا چاہتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ بادی النظر میں ایک قاری کے ذہن میں یہی بات جائے گی کہ ابو یوسف عن ابی حنیفہ کا سلسلہ سند عالی صحیح اور بلند پایہ ہے جیسا کہ بظاہر احسن الکلام کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ سوال یہ ہے کہ علامہ ذہبی کی مراد کیا ہے اور کیا ہر عالی سند صحیح ہوتی ہے؟

ان دو پہلوؤں کی وضاحت ضروری تھی تاکہ قارئین دیکھ لیتے کہ علامہ ذہبی کے قول "ھذا اسناد عالی" نقل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ لیکن مولانا صفدر صاحب عموماً ایسے مباحث میں اجمال سے کام لیتے

ہوئے اپنی چالاکی سے قارئین کرام کو اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علامہ ذہبی کی اس جملے سے کیا مراد ہے؟ کیا ان کا یہ مقصد ہے کہ:

"ابو یوسف عن ابی حنیفۃ عن علقمۃ بن مرثد عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ قال اتی ماعز بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "۔ الحدیث کا یہ سلسلہ سند عالی ہے یعنی قاضی ابو یوسف اور آنحضرت صلعم کے مابین واسطے کم ہیں؛ یا یہ کہ علامہ ذہبی کی سند میں یہ طریق عالی ہے؟ ہمارے نزدیک دوسری بات صحیح اور زیادہ قرین قیاس ہے جبکہ علامہ ذہبی کا تذکرۃ الحفاظ میں اسلوب یہ ہے کہ کسی محدث یا امام کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں تو اس کی مرویات میں سے اگر کوئی روایت سند عالی سے ان تک پہنچتی ہے تو اسے ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی سند عالی کی روایت حذف کر دیتے ہیں اور صرف اس کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس کی ایک حدیث سند عالی سے مجھ تک پہنچی ہے اور کبھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ سند عالی سے اس کی کوئی روایت مجھے نہیں ملی اور کبھی سند عالی کا لحاظ کئے بغیر مطلقاً اس کی روایت کا ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ کا مطالعہ کرنے والے طالب علم سے مخفی نہیں۔

بنا بریں یہ کہنا کہ "ابو یوسف عن ابی حنیفۃ الخ" کا سلسلہ سند عالی ہے، محل نظر ہے۔ بلکہ اس سے مراد اس حدیث میں قاضی ابو یوسف تک علامہ ذہبی کی سند عالی ہے جبکہ قاضی ابو یوسف اور علامہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ کے مابین سات واسطے ہیں لیکن یہی روایت علامہ خوارزمی المتوفی ۶۶۵ھ کو بھی (کتاب الآثار) سے سات واسطوں سے حاصل ہوئی ہے۔ تو کیا اس نسبت سے علامہ ذہبی کی سند عالی نہیں؟

اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے کہ "ابو یوسف عن ابی حنیفۃ الخ" کی سند عالی ہے اور علامہ ذہبی کی یہی مراد ہے تو یہ صحیح نہیں جبکہ اس روایت میں قاضی ابو یوسف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین چار واسطے ہیں۔ ابو حنیفہ، علقمہ، سلیمان، بریدۃ۔ یہ روایت قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار ہی کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں کہ جن میں قاضی ابو یوسف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین تین واسطے ہیں۔ ملاحظہ ہوں حدیث نمبر ۱۹۵۔ اور ہمارے بعض کرم فرما تو اس بات کے بھی مدعی ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی وحدانیات بھی ثابت ہیں۔ بایں وجہ علامہ ذہبی کی اس سند سے یہ مراد لینا کہ "ابو یوسف عن ابی حنیفۃ الخ" یہ

سند ۔ لی ہے، قطعاً غلط اور بے بنیاد دعویٰ ہے ۔ رہی یہ بات کہ سند عالی صحیح ہوتی ہے، تو یہ بھی صحیح نہیں بلکہ سند عالی کے لئے صحت سند ضروری ہے ۔ ورنہ لیکن سند ہی بہتر ہے جبکہ اس کی سند صحیح ہو ۔ چنانچہ امام ابن مبارک فرماتے ہیں:

"وحدیث بعید الاسناد صحیح خیر من قریب الاسناد السقیم" (الجرح والتعدیل ص ۲۵، ج ۱، ق ۱)

نیز فرماتے ہیں:

لیس جودة الحدیث فی قرب الاسناد ولکن جودة الحدیث صحة الرجال"

(اخبار اصبہان ص ۲۲، ج ۲)

یعنی حدیث کا صحیح ہونا یہ نہیں کہ اس میں واسطے کم ہوں بلکہ یہ ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں اور وہ حدیث جس میں واسطے زیادہ ہوں اور راوی ثقہ ہوں تو وہ کم واسطوں کی حدیث جس کے راوی ضعیف ہوں، سے بہتر ہے ۔

اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"اذا کان مع ضعف فلا التفات الی ھذا العلو" (تدریب الراوی ص ۳۶۰)

کہ سند عالی کی روایت جب ضعیف ہو تو وہ التفات کے قابل نہیں ۔ لہٰذا یہ سند عالی اور بلند پایہ ہے، سے یہ تاثر کہ یہ صحیح ہے، قارئین کو اندھیرے میں رکھنے کے مترادف ہے ۔

امام ابو حنیفہ محدثین کی نظر میں:

اب آئیے اس بات کی طرف کہ اس کی اسناد صحیح ہے تو یہ بات دعویٰ کی حد تک تو قابل سماعت ہے ورنہ اگر اسے تحقیق کی روشنی میں دیکھا جائے اور عدل و انصاف کے ترازو میں تولا جائے تو یہ محض غلط ہے جبکہ اس کا مدار ابو حنیفہ پر ہے اور وہ محدثین کرام کے نزدیک قابل استناد نہیں ۔

بلاشبہ وہ فقہ اہل الرائے میں امام تھے، ورع و تقویٰ میں ان کا مقام بہت بلند تھا اور غضب کے ذہین تھے ۔ اس سلسلہ میں تذکرہ نویسوں نے بڑے عجیب و غریب واقعات بھی نقل کئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ حدیث سے ان کا لگاؤ کم تھا ۔ حفظ و ضبط حدیث کے لئے جس قدر غیر معمولی ضبط کی ضرورت تھی اس میں کمی تھی ۔ اسی طرح بعض دوسری وجوہات تھیں جنہیں محدثین نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے ۔ اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ محدثین کرام دینی غیرت کی بنا پر حدیث میں ادنیٰ اساعت

بھی برداشت نہیں کرتے ... اور کسی بڑے سے بڑے امام کا علم وفضل اور زہد وتقویٰ بھی ان کی حقیقت پسندی اور حق گوئی ... مانع نہ بن سکا، وہ جس بات کو حق مانتے اور درست خیال کرتے، دیانت داری سے اسے بیان کر ... تے اگرچہ اس کوتاہی کا مرتکب ان کا باپ یا بھائی بھی کیوں نہ ہوتا۔ چنانچہ امام ابن مدینی کا اپنے والد ... اللہ بن جعفر اور محمد بن ابی السری کا اپنے بھائی الحسین کے متعلق نقد وتبصرہ جرح وتعدیل کی ... میں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے جس سے ان کی غیرتِ ایمانی اور دینی حمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ اس پر متعصب، جاہل اور معاذ اللہ ایسے ہی دوسرے الفاظ ک ... ان کی طرف کی جائے جن کا ذکر کرتے ہوئے بھی طبیعت لرز جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہ کے دفاع میں امام سفیان ثوری، امام مالک، امام شافعی، حافظ ابواسحاق فزاری، امام احمد، امام حمیدی، امام بخاری، امام ابن خزیمہ، امام دارمی، امام ابن ابی حاتم، امام ابن عدی، امام نسائی، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ، امام ابن ابی داؤد، امام ابن حبان، امام دارقطنی، حافظ صالح بن محمد، خطیب بغدادی اور حافظ ذہبی رحمہم اللہ ایسے یگانہ روزگار ائمہ حدیث پر نہایت سوقیانہ ... اور بازاری زبان استعمال کرنے کا منطقی نتیجہ ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ ... اسلام میں اگر کوئی شخصیت تھی تو وہ امام ابوحنیفہ کی ذات گرامی ہے یا ان کے متبعین ہیں ... محض متعصب، حاسد، ناقابل اعتبار، امام ابوحنیفہ کے علم پر حسد کرنے والے تھے تلک ... قسمۃ ضیزیٰ ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہماری یہ بات محض الزام کی حد تک نہیں بلکہ علامہ الکوثری اور ان کی معنوی اولاد کی تصنیفات و تحریروں میں اس کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ساری تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ موضوع کے مطابق ہم یہاں بعض اصولی وفنی مباحث اور ائمہ حدیث کے اقوال مع صحت وسقم کے ذکر کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

۱۔ امام مسلم فرماتے ہیں:

"ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت صاحب الرای مضطرب الحدیث لیس لہ کبیر حدیث" (الکنی والاسماء لمسلم بحوالہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ و الموضوعۃ ص ۷۶/۱، ۵۰)

اور کتاب التمییز میں ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اما روایۃ ابی سنان عن علقمۃ فی متن ھذا الحدیث اذ قال فیہ ان جبریل علیہ السلام قال جئت اسأل عن شرائع الاسلام فھذہ زیادۃ مختلفۃ لیس من الحروف بسبیل وانما ادخل ھذا الحرف فی روایۃ ھذا الحدیث شرذمۃ زیادۃ فی الحروف مثل ضرب النعمان بن ثابت وسعید بن سنان ومن نحا فی الارجاء نحوھما وانما ارادوا بذالك تصویبا فی قولھم فی الایمان وتعقید الارجاء ذالك مالم یزد قولھم الا وھنا وعن الحق الا بعدا اذا زادوا فی روایۃ الاخبار ما کفی باھل العلم"

(کتاب التمییز حدیث نمبر ۱۳)

ان دونوں عبارتوں کا حاصل مقصد یہ ہے کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت مضطرب الحدیث ہیں اور ان کی کوئی زیادہ حدیث بھی نہیں اور حدیث جبریل میں "شرائع اسلام" کے الفاظ کی زیادتی سعید بن سنان اور ابوحنیفہ نے ارجاء کی تائید کی غرض سے کی ہے اور یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ ان کے حصہ میں وہن اور حق سے دوری آگئی ہے۔

۲۔ امام ابن المدینی فرماتے ہیں:

"لوکان بین یدی ما سألتہ عن شیئ وروی خمسین حدیثا اخطأ فیھا"

(تاریخ بغداد ص۴۲۰، ج۱۳)

لیکن اس قول کی سند میں عبداللہ بن علی ہیں جن کی توثیق تاحال ہمیں نہیں ملی، البتہ علامہ ابن الجوزی نے "المنتظم" میں اس قول کو نقل کیا ہے اور محدث مبارکپوری نے تحقیق الکلام ص۱۴۳، ج۲ میں بھی اسے المنتظم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

۳۔ امام نسائی فرماتے ہیں:

"ابوحنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث وھو کثیر الغلط والخطاء علی قلۃ روایاتہ" (کتاب الضعفاء والمتروکین)

ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہیں ہیں اور بہت کم روایات بیان کرنے کے باوجود اکثر غلطیاں کر جاتے۔

۴ - امام ابن مبارک فرماتے ہیں :

"کان ابوحنیفۃ رحمہ اللہ یتیما فی الحدیث" (قیام اللیل ص۱۲۳)

بعض اہل علم نے "یتیما" کے معنی یہ کئے ہیں کہ وہ حدیث میں یکتا تھے۔ گویا وہ ان الفاظ کو الفاظ تعدیل میں شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں جبکہ امام ابن مبارک سے صراحت کے ساتھ جرح بھی منقول ہے۔ چنانچہ کبھی فرماتے :

"کان ابوحنیفۃ مسکینا فی الحدیث" (الجرح والتعدیل ص۴۴۹ ج ۴ ق ۱)

اور امام ابن حبان بسند متصل نقل فرماتے ہیں :

"سمعت عمر بن محمد البحیری یقول سمعت محمد بن سہل عسکری یقول سمعت ابراہیم بن شماس یقول رأیت ابن المبارک یقرأ کتابا علی الناس فی الثغر وکلما مر علی ذکر ابی حنیفۃ قال اضربوا علیہ وھو آخر کتاب قرأ علی الناس ثم مات" (الثقات ترجمہ ابراہیم بن شماس)

کہ ابراہیم بن شماس کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو دیکھا "الثغر" میں لوگوں کو ایک کتاب سنا رہے تھے اور جب بھی ابوحنیفہ کا ذکر آتا تو فرماتے، اس پر نشان لگا دو۔ یہ آخری کتاب تھی جسے انہوں نے لوگوں پر پڑھا"

خطیب بغدادی نے تاریخ ص۴۱۴ ج ۱۳ میں بھی اس قول کو ایک دوسری سند سے مختصراً نقل کیا ہے اور امام حمیدی سے بسند صحیح نقل فرماتے ہیں :

سمعت ابن المبارک یقول صلیت وراء ابی حنیفۃ صلوٰۃ وفی نفسی منھا شیء قال وسمعت ابن المبارک یقول کتبت عن ابی حنیفۃ اربعمائۃ حدیث اذا رجعت الی العراق محوتھا ان شاء اللہ" (تاریخ بغداد ص۴۱۴ ج ۱۳)

کہ میں نے ابن مبارک کے پیچھے نماز پڑھی اور میرا دل مطمئن نہ تھا اور میں نے سنا کہتے تھے، میں نے ابوحنیفہ سے چار سو احادیث نقل کی ہیں، جب عراق واپس جاؤں گا، انہیں ان شاء اللہ مسخ کر دوں گا۔

اور امام ابن عبدالبر بسند متصل معلی بن اسد سے نقل فرماتے ہیں۔

"قلت لابن المبارک کان الناس یقولون انک تذہب الی قول ابی حنیفۃ

قال لیس کل ما یقول الناس یصیبون فیہ قد کنا نأتیہ زمانا ونحن لا

نعرفہ فلما عرفناہ ترکناہ" (الانتقاء ص ۱۵۱)

یعنی میں نے ابن مبارک سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ابو حنیفہ کے قول کی اقتداء کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا، لوگوں کی ہر بات صحیح نہیں ہوتی، ہم ایک زمانہ تک جبکہ ہم انہیں نہیں پہچانتے تھے اور ان کے پاس جاتے رہے۔ لیکن جب حقیقت حال کا علم ہوا تو انہیں چھوڑ دیا۔

امام ابو حاتم غالباً انہی اقوال کی روشنی میں فرماتے ہیں:

"ترکہ ابن المبارک بآخرۃ" (الجرح والتعدیل ص ۴۴۹ ج ۴، ق ۱)

امام ابو حنیفہ کے تذکرہ میں امام ابن مبارک کا نام علمائے احناف بڑے اچھوتے انداز سے بیان کرتے ہیں اور ان کے غیر مستند قصائد اور اقوال کو شہ سرخیوں سے ذکر کرتے ہیں حالانکہ مندرجہ بالا اقوال اس کے یکسر منافی ہیں۔ اگر ان قصائد کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ان میں تطبیق کی صورت بالکل ظاہر ہے کہ آخری عمر میں امام ابن مبارک اس بات کے قائل تھے کہ امام ابو حنیفہ اس قابل نہیں کہ ان کی احادیث سے اعتنا کیا جائے جبکہ اسکی صراحت خود ان کے اقوال میں موجود ہے۔ قاضی عیاض بھی لکھتے ہیں:

"قال الشیرازی تفقہ بمالک والثوری وکان اولا من اصحاب ابی حنیفۃ

ثم ترکہ ورجع عن مذہبہ قال ابن وضاح ضرب آخراً علی کتبہ علی

ابی حنیفۃ ولم یقرأہ للناس" (ترتیب المدارک ص ۳۰۰، ج ۱)

یعنی شیرازی نے کہا ہے کہ ابن مبارک پہلے امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے، پھر جب امام مالک اور سفیان ثوری سے فقہ کا درس لیا تو ابو حنیفہ کے مسلک سے رجوع کر لیا۔ اور ابن وضاح کہتے ہیں کہ آخری عمر میں انہوں نے اپنی وہ کتابیں جن میں امام ابو حنیفہ کے مسائل جمع کئے تھے، لوگوں پر ان کی قرأت چھوڑ دی تھی۔

امام مالک کے درس سے متاثر ہونے کا ہی نتیجہ تھا کہ اہل کوفہ سے انہوں نے علیحدگی

اختیار کرلی اور فقہ مالکی کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ چنانچہ قاضی عیاض بلادِ اسلامیہ میں مالکی فقہ کی ترویج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وما خراسان وما وراء العراق من بلاد المشرق فدخلها هذا المذهب اولا بيحيى بن يحيى التميمي وعبد الله بن مبارك وقتيبة بن سعيد" (ترتیب المدارک ص۵۳، ج۱)

کہ "خراسان اور ماوراء العراق کے علاقہ میں یہ مذہب ابتداً یحیٰ بن یحیٰ التمیمی، عبداللہ بن مبارک اور قتیبہ بن سعید کی کوشش سے پھیلا۔"

اس سے اس بات کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ امام ابن مبارک کو طبقات حنفیہ میں ذکر کرنا یا پھر انہیں امام ابوحنیفہ کا تلمیذِ رشید ثابت کرتے ہوئے ان کا ہم نوا یا متبع قرار دینا کس قدر حقیقت کا خون کرنا ہے۔ یہ علیحدہ بحث اور مستقل موضوع ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ دکھلانا یہ مقصود تھا کہ امام ابن مبارک بھی امام ابوحنیفہ کو قلیل الحدیث اور ضعیف خیال کرتے تھے۔

ترجمان الحدیث کی نئی ایجنسیاں

۱۔ محمود برادرز کریانہ مرچنٹ، چمن بازار، ہارون آباد — ضلع بہاولنگر

۲۔ حبیب احمد کمبوہ، کمبوہ ہوٹل شہداد کوٹ، ضلع لاڑکانہ (سندھ)

۳۔ عبدالرحمان حماد، پاک دواخانہ، بہاولنگر روڈ۔ قبولہ، ضلع ساہیوال